ہم دو تہائی افغانستان پر قابض ہیں

تحریکِ اسلامی طالبان کے مرکزی رہنما مولانا احسان اللہ احسان سے خصوصی انٹرویو

عرفان صدیقی

مولانا احسان اللہ احسان کا شمار تحریکِ اسلامی طالبان کی صفِ اوّل کے ان رہنماؤں میں ہوتا ہے جو تحریک کے امیر ملا محمد عمر کے بے حد قریب ہیں اور اہم بنیادی فیصلوں کے سلسلے میں انتہائی مؤثر آواز رکھتے ہیں۔ احسان اللہ احسان طالبان کی شورائے عالی کے رکن بھی ہیں۔ مربوط اور مدلّل گفتگو کرتے اور اپنا مقدمہ بڑی کامیابی کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ اٹھائیس سالہ مولانا احسان اللہ تحریکِ اسلامی طالبان کے ترجمان خیال کئے جاتے ہیں۔

س۔ مولانا صاحب! آپ بتائیں گے کہ جہادِ افغانستان کے بنیادی مقاصد کیا تھے؟

ج۔ جہادِ افغانستان، کے مقاصد علاقائی اور محدود نہیں تھے اور نہ یہ جہاد صرف افغانستان کے دفاع کے لئے تھا۔ یہ جہاد افغانستان کے لئے بھی تھا' پاکستان کے لئے بھی اور پورے عالمِ اسلام کے لئے بھی۔ اس جہاد میں افغانستان کے لوگوں نے بے مثال قربانیاں دیں۔ پندرہ لاکھ افراد شہید ہو گئے۔ اتنے ہی معذور اور زخمی ہوئے۔ لاکھوں کے گھر برباد ہو گئے اور لاکھوں آج تک اپنے گھروں کو واپس نہیں آ سکے۔ اتنے بڑے جہاد کے دو واضح مقاصد تھے۔ پہلا یہ کہ جارحیت کرنے والے روس اور اس کے کافرانہ نظام کو شکست دی جائے۔ دوسرا یہ کہ افغانستان میں اللہ اور رسول اللہؐ کا نظام نافذ کیا جائے۔ اللہ کے فضل و کرم اور افغانوں کی تاریخی قربانیوں کے باعث پہلا مقصد تو حاصل ہو گیا لیکن افسوس کہ روسیوں کے چلے جانے کے بعد بھی دوسرا مقصد حاصل نہیں ہو سکا اور ہم اسی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔

س۔ یہ مقصد حاصل نہ ہو سکنے کے اسباب کیا ہیں؟

ج۔ اس کا سبب ہمارے لیڈروں کی باہمی کشمکش اور اقتدار کے لئے رسہ کشی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ سب سے پہلے صبغت اللہ مجددی دو ماہ کے لئے آئے۔ بیواؤں کو توقع تھی کہ وہ ان کے سروں پر چادریں ڈالیں گے۔ یتیموں کو امید تھی کہ وہ ان کے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھیں گے۔ اسلامی نظام نافذ کرنے کے اقدامات کریں گے لیکن اس کے بجائے مجددی صاحب نے دوستم کے سر پر تاج رکھا اور اسے اہمیت دینے لگے۔ ان کے بعد پروفیسر ربانی آئے تو لوگوں نے سوچا کہ شاید اب ان کی توقعات پوری ہوں اور وہ یتیموں کے آنسو پونچھیں لیکن ربانی صاحب نے بھی لوگوں کی امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ انہوں نے بھی دوستم کو اپنا نائب بنا لیا اور بابا جان کو جنرل بنا دیا۔ دوستم اور جنرل بابا جان نے ہر جگہ اپنے آدمیوں کو کھپانا شروع کر دیا۔ وہی کمیونسٹ چھاتے چلے گئے جن کے خلاف ہم نے جہاد کیا تھا۔ نتیجہ یہ کہ ربانی صاحب سے بھی مایوسی بڑھنے لگی۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ چہار آسیاب میں ایک جوانمرد نے ربانی کو للکارا ہے اور عہد کیا ہے کہ اس وقت تک ہتھیار نہیں رکھیں گے جب تک دوستم اور دوسرے کمیونسٹوں کو باہر نہیں نکال پھینکتے۔ اس جوانمرد کا نام گلبدین حکمت یار تھا۔ یہ شخص ہماری امیدوں کا مرکز بن گیا اور ہم سوچنے لگے کہ بہت جلد وہ کابل کو کمیونسٹ ملیشیا سے پاک کر دے گا۔ کچھ ہی دن بعد ہم نے سنا کہ ایک شورائے ہم آہنگی بن گئی ہے جس میں حکمت یار' مزاری اور دوستم سب شامل ہیں۔ ہم پھر پہلے ہی کی طرح انتظار کرنے لگے۔ ظلم یہ ہوا کہ عوام کی مشکلات بڑھنے لگیں۔ ڈاکے اور لوٹ مار معمول بن گئے۔ عورتوں کی عصمتیں لوٹی جانے لگیں۔ لوگ اپنے نو عمر بیٹوں کو بھی گھروں میں بند رکھنے لگے۔ زنا اور لواطت کا چلن عام ہو گیا اور حکومت کچھ نہ کر سکی۔ ہر شخص اپنے اپنے اقتدار کی جنگ لڑ رہا تھا اور کسی کی توجہ اس بات پر نہ تھی کہ اسلامی نظام کے لئے قدم اٹھایا جائے اور امن و امان بحال کیا جائے۔ یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلامی نظام کے قیام کا مقصد پورا نہیں ہو سکا۔ مدرسوں کے نوجوان طلباء نے جہادِ افغانستان میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ ہم یہ سب کچھ دیکھتے اور خون کے آنسو روتے تھے۔ اقوامِ متحدہ ایک شیطان کا آلۂ کار ہے اور ہم نے کبھی اس ادارے سے خیر کی امید نہیں رکھی لیکن جب محمود مستری نے کوششیں شروع کیں تو بھی ہم اس امید پر انتظار کرتے رہے کہ شاید حالات سدھر جائیں۔ لیکن جب یہ امید بھی پوری نہ ہوئی تو ہم نے عظیم جہاد کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے اپنا کردار ادا کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ اللہ کا دین نافذ کر سکیں۔

س۔ آپ لوگ کس طرح منظم ہوئے اور کس نے آپ کو امداد فراہم کی؟

ج۔ طالبان کا تعلق مختلف جہادی گروپوں کے ساتھ رہا ہے۔ ہم میں سے کچھ حکمت یار، کچھ ربانی، کچھ مولوی نبی محمدی، کچھ یونس خالص، کچھ گیلانی اور کچھ سیاف کی قیادت میں جہاد کرتے رہے۔ اس صورت حال میں ہمارا ایک دوسرے سے رابطہ ہوتا رہا اور ہم کچھ کرنے کے بارے میں سوچتے رہے۔ جہاں تک امداد کا تعلق ہے ہمیں صرف اللہ کی امداد حاصل تھی۔ یہ باطل عقیدہ ہے کہ خارجی مدد اور تعاون کے بغیر کوئی تحریک شروع نہیں ہو سکتی۔ ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہمارا کسی راستے سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہم صرف دین کے راستے کے مسافر ہیں جس کی منزل پر پہنچ کر دم لیں گے۔

س۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کو پاکستانی حکومت کا تعاون حاصل ہے؟

ج۔ پاکستان کی جو حکومت اپنے ملک میں اسلامی نظام نافذ نہیں کر رہی وہ ہماری مدد کیوں کرے گی؟ پاکستانی حکومت ہم سے کہیں زیادہ ربانی اور حکمت یار کی سرپرستی کر رہی ہے۔

س۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امریکہ آپ کی پشت پر ہے؟

ج۔ جن مفاد پرستوں کے مفاد پر زد پڑی ہے اور جن غنڈوں کی غنڈہ گردی کا خاتمہ ہوا ہے وہ اس طرح کی افواہیں اڑا رہے ہیں۔ ہمارے خلاف ایک منظم پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ امریکہ تو اسلام کا نام سننے کا روادار نہیں وہ تو مسلمانوں کا روسیوں سے بھی بڑا دشمن ہے۔ وہ قرآن اور سنت کے ایک حکم کو بھی قانون ماننے کے لئے تیار نہیں، پورے کے پورے دینی نظام کو کیسے برداشت کر سکتا ہے۔ ہم امریکیوں سے مدد لینے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ آج امریکہ اللہ کی اس زمین پر خدائی کا دعویدار بن بیٹھا ہے۔ وہ عالم اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے اور دین کا نام لینے والی قوتوں کو ہڑپ کرنا چاہتا ہے۔ کیا کوئی بھیڑیا کسی بھیڑ کی پرورش کر سکتا ہے؟ امریکہ کس طرح اسلام کو تحفظ دے گا اور اسلامی نظام نافذ کرنے والوں کی مدد کرے گا۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک امریکہ ہے کسی اسلامی ملک میں کبھی اسلام نہیں آنے دے گا اس لئے ہم روس کے خاتمے کے بعد امریکہ کو اپنا دشمن نمبر ایک خیال کرتے ہیں۔ انشاء اللہ وہ وقت آئے گا کہ ہم امریکہ کو اس کی سازشوں کا دندان شکن جواب دیں گے اور اسے روس والے انجام سے دوچار کریں گے۔ امریکہ اور اس کا سامراجی نظام تباہ ہو کر رہے گا۔

س۔ آپ اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں؟

ج۔ جی ہاں۔ ہم اللہ اور اس کی قدرت پر پورا ایمان رکھتے ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے۔ یہ اسی قادر مطلق کی قدرت تھی کہ حضرت موسیٰؑ نے ایک پتھر پر لاٹھی ماری تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ امریکہ اور دنیا کی ساری قوتیں مل کر پتھر سے پانی کی ایک بوند بھی نہیں نکال سکتیں۔ یہ اللہ ہی کی قدرت تھی کہ پتھر سے حضرت صالحؑ کے لئے حاملہ اونٹنی پیدا کی گئی۔ ہمیں اللہ کی قدرت اور مظلوم افغانیوں کی جرات و ہمت پر پورا یقین ہے۔ ہمارے امیرالمومنین ملا محمد عمر کو اللہ تعالیٰ نے چنا ہے۔ اس کے چنے ہوئے بندے ناکام نہیں ہو سکتے۔ حضرت رسول اکرمؐ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ سب اللہ کے چنے ہوئے بندے تھے۔ اللہ اپنے چنے ہوئے بندوں کو کبھی ناکام نہیں ہونے دیتا۔ انشاء اللہ ہم اسلامی نظام قائم کرنے میں کامیاب ہوں گے اور ہم نہیں تو ہماری نسلیں امریکہ کا وہ حشر دیکھیں گی جو ہم نے روس کا دیکھا ہے۔

س۔ آپ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ملا محمد عمر کو اللہ نے چنا ہے؟

ج۔ امیر المومنین ملا محمد عمر نہ جاگیردار ہیں نہ سرمایہ دار۔ نہ وہ لیڈروں کی طرح بڑا نام رکھتے تھے اور نہ وہ جوڑ توڑ کرنے والے ہیں۔ ملا عمر ایک مظلوم، درویش اور فقیر آدمی ہے۔ اس کے پاس کروڑوں ڈالر نہیں ہیں۔ اللہ کے اس سپاہی کے سامنے بڑے بڑے بدمعاش اور غنڈے دم دبا کر بھاگ گئے، اس نے جدھر قدم اٹھائے ظالموں پر کپکپی طاری ہو گئی۔ اس میں کوئی خوبی تو ہے تاکہ اس کی ہیبت سے لٹیرے کانپنے لگے ہیں۔ جہاں جہاں ملا عمر کا حکم چلتا ہے اسلام نافذ ہو چکا ہے۔ اگر اس آدمی کو اللہ نے نہیں چنا تو کس نے چنا ہے؟

س۔ مجاہدین کی دیگر تنظیموں نے آپ کا ساتھ کیوں نہیں دیا؟

ج۔ اس لئے کہ ان کی قیادتوں کے مفاد پر زد پڑتی تھی۔ ان کی مخالفت کسی اصول کی بنیاد پر نہیں۔ جب تحریک شروع ہوئی تو اکثر نے کہا کہ یہ یونس خالص کے لوگ ہیں اور اس لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں کہ معاہدے کے مطابق یونس خالص کو صدر نہیں بنایا گیا۔ کچھ نے کہا کہ یہ مولوی نبی محمدی کے طالبان ہیں۔ پھر کہا گیا کہ یہ ربانی کے لوگ ہیں۔ حکمت یار جگہ جگہ یہ اعلان کرتے رہے کہ میں طالبان کی مزاحمت اس لئے کرتا ہوں کہ وہ ربانی کے ساتھی ہیں۔ استاد ربانی کہتے تھے کہ یہ حکمت یار کے ساتھی ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ہمارے بارے میں ان کی رائے وقت کے مطابق تبدیل ہوتی رہی۔ جب ہم غزنی اور میدان شہر پہنچے تو حکمت یار نے کہا کہ یہ برطانوی ایجنٹ ہیں۔ انہوں نے ملت سے اپیل کی طالبان کے خلاف اٹھ کھڑی ہو۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد حکمت یار نے ہمیں پیغام بھیجا کہ آؤ آپس میں صلح کر لیں۔ ہم مل کر کابل فتح کرتے ہیں۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ایک طرف ہم انگریز کے ایجنٹ ہیں اور دوسری طرف ہم سے صلح صفائی کی باتیں ہوتی ہیں۔ استاد ربانی کی بھی سن لیں۔ جب ہم غزنی پہنچے تو انہوں نے وزراء پر مشتمل ایک وفد ہمارے پاس بھیجا۔ یہ وفد دو پیغام لے کر آیا۔ پہلا تو یہ کہ ہم آپ کو سلام کرتے ہیں۔ آپ دینی مدارس کے غیرت مند طالب علم ہیں۔ آپ فقرا ہیں۔ میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے بتائیں کہ میں کس کس طرح آپ کی مدد کر سکتا ہوں؟ دوسرا پیغام یہ تھا کہ حکمت یار، مزاری اور دوستم نے غزنی پر حملے کا پروگرام بنایا ہے۔ مجھے اجازت دیں کہ میں حکمت یار پر حملہ کر دوں۔

ہم نے جواب دیا کہ ہمیں روپے پیسے کی مدد نہیں چاہئے۔ ہم بھوکے رہ کر بھی تم سے زیادہ کامیاب ہیں۔ پتھر پانی میں ڈوب جاتا ہے لیکن اس کے اوپر گوبر تھوپ دیا جائے تو وہ تیرتا رہتا ہے۔ اگر ہم تمہاری یا تمہاری فوج کی مدد حاصل کریں گے تو یہ غلاظت ہوگی اور ایسی غلاظت کی مدد سے تیرنے کے بجائے ہم ڈوب جانا پسند کریں گے۔ اس پر ربانی کے وزراء استاد فائز اور رحمت اللہ نے ملا محمد عمر اخوند کے ہاتھ پر بیعت کی۔ استاد فائز نے کہا کہ آپ کی تحریک ہی خالص تحریک ہے۔ میں استاد ربانی کو جا کر یہی پیغام دوں گا اور آپ لوگ قریب آئیں گے تو کسی مزاحمت کے بغیر کابل خالی کر دیں گے۔ جب ہم کابل کے قریب چہار آسیاب پہنچے تو یہ لوگ اپنا وعدہ بھول گئے اور کہنے لگے کہ طالبان کیمونسٹوں کے دوست اور قوم و ملک کے دشمن ہیں۔ ہمارے بارے میں ربانی' سیاف حکمت یار سب یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ہمارا خارجی طاقتوں سے تعلق ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کسی بھی خارجی طاقت کے ساتھ ہمارے واسطے اور تعلق کا کوئی ادنیٰ سا ثبوت بھی تمہارے پاس ہے تو سامنے لاؤ۔ ہمارے پاس تو کئی ثبوت ہیں کہ باہر سے ان کی مدد ہو رہی ہے۔ جو روسی طیارہ ہم نے یہاں اتارا تھا اور جسے روسی پائلٹ چلا رہے تھے اس میں اسلحہ بھرا ہوا تھا۔ یہ اسلحہ کس کے لئے جا رہا تھا؟

س۔ آپ لوگ ربانی حکومت سے مذاکرات کیوں نہیں کرتے؟

ج۔ میں گزشتہ رمضان میں پاکستان گیا تھا۔ وہاں ایک دینی مدرسے میں تقریر کرتے ہوئے میں نے کہا کہ اگر ربانی صاحب ہماری دو باتوں میں سے ایک بھی مان لیں تو ہم نہ صرف قندھار بلکہ اپنے زیر کنٹرول تمام صوبے ان کے حوالے کر دیں گے۔ پہلی شرط یہ کہ ربانی' حکمت یار' مسعود اور سیاف اپنے مقبوضہ علاقے میں شریعت محمدیؐ کے نفاذ کے لئے ٹھوس اقدامات کریں اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو صرف "روس مردہ باد" کا نعرہ لگا دیں۔ ربانی صاحب نے اس کا جواب یہ دیا کہ جب تاجکستان کے دورے پر گئے تو فرمایا کہ افغانستان کی موجودہ صورت حال کی ذمہ داری روس پر عائد نہیں ہوتی۔ عرب و عجم کے پندرہ لاکھ مسلمانوں کو شہید کرنے والا روس معصوم کس طرح ہو گیا؟ گزشتہ دنوں جو طیارہ روسی پائلٹوں سمیت ہمارے ہاتھ سے نکل گیا اس سے صرف ہمارے ہی نہیں تمام مسلمانوں کی سبکی ہوئی۔ ہم سب بے عزتی اور شرمندگی کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔ لیکن ماسکو میں ربانی صاحب کے سفیر عبدالوہاب نے کہا کہ "مجھے روسی طیارے اور پائلٹوں کے بحفاظت نکل آنے سے خوشی ہوئی ہے۔" آپ خود سوچیں کہ قرآن کی تلاوت کرنے والے' شریعت محمدیؐ نافذ کرنے والے' حدود اللہ قائم کرنے والے اور افغانستان کے خیر خواہ ہمدردی کے مستحق تھے یا روسی۔ اس طرح کا ذہن اور سوچ رکھنے والوں سے ہم کیا مذاکرات کریں۔

س۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ بھی کابل کی مخلوط حکومت میں شامل ہو جائیں اور مل جل کر اصلاح احوال کی کوشش کریں؟

ج۔ جہاں بھی مختلف پارٹیاں مل کر مخلوط حکومت بناتی ہیں ان میں باہمی جھگڑے چلتے رہتے ہیں۔ صدر کا جھگڑا' وزیر اعظم کا جھگڑا' وزیروں اور گورنروں کی تقرری کا جھگڑا۔ پھر ہر پارٹی کی اپنی ترجیح ہوتی ہے۔ ہماری ترجیح صرف اور صرف اسلام ہے اور ہمارا خیال یہ ہے کہ اسلامی نظام کسی طرح کے مخلوط سیاسی نظام کے چوکھٹے میں فٹ نہیں ہوتا۔ اس میں ایک امیر المومنین ہی اختیارات کا مرکز ہوتا ہے۔

س۔ کیا طالبان ایک مضبوط حکومت قائم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں؟

ج۔ مجھے معلوم ہے کہ کچھ لوگ طالبان کے بارے میں یہ پروپیگنڈہ بھی کر رہے ہیں کہ طالبان اچھی اور مستحکم حکومت قائم نہیں کر سکتے۔ میں پوچھتا ہوں کہ افغانستان میں گھر گھر سے اسلحہ جمع کرنا مشکل کام ہے یا حکومت کرنا۔ پندرہ صوبوں میں اسلحہ کس نے جمع کیا ہے؟ امریکہ نے یا اقوام متحدہ نے یا طالبان نے؟ افغانستان میں حکومت کرنا مشکل ہے یا زراعت کو فروغ دینا؟ افغانستان میں حکومت کرنا مشکل ہے یا باہمی جھگڑوں اور نزاعات کو ختم کرنا۔ آپ اپنے ملک پاکستان کا حال دیکھ لیں۔ حکومت تو ہو رہی ہے لیکن باہمی جھگڑوں اور تصادم کا کیا حال ہے؟ ہم افغانستان کے دو تہائی حصے پر قابض ہیں۔ آپ کسی جگہ جا کے دیکھ لیں کہ امن و امان کا کیا حال ہے؟ دن یا رات کے کسی حصے میں آپ باہر نکل جائیں۔ کسی کی جرات نہیں کہ کوئی آنکھ اٹھا کر آپ کی طرف دیکھے۔ لوٹ مار کا دور ختم ہو چکا ہے۔ کسی کی جرات نہیں کہ وہ کسی پر ظلم یا زیادتی کرے۔ ہم تمام سیاسی دھڑے بندیاں اور فرقہ بازیاں ختم کر کے لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر رہے ہیں۔ میں بشارت دیتا ہوں کہ اللہ کے فضل و کرم سے ہم نہ صرف ایک مضبوط اور مثالی حکومت قائم کر لیں گے بلکہ نفاذ شریعت کے عظیم مقصد میں بھی کامیاب ہو جائیں گے۔ ہمارا اللہ پر پختہ ایمان ہے۔ ملت اسلامیہ ہماری پشت پر ہے۔ جب ایک جماعت کے ساتھ اللہ کی نصرت اور اسلامی برادری کی حمایت ہو تو وہ ضرور کامیاب ہوتی ہے۔

س۔ ایک تاثر یہ ہے کہ طالبان "جہاد" کے خلاف ہیں؟

ج۔ یہ تاثر سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ ہم سب جہاد میں شامل رہے ہیں۔ میرے پہلو میں قندھار کے گورنر صاحب بیٹھے ہیں۔ آپ دیکھ لیں۔ ان کی ایک ٹانگ جہاد ہی میں ضائع ہوئی۔ ہمارے امیر المومنین ملا محمد عمر اخوند کی آنکھ بھی جہاد کے دوران ضائع ہوئی۔ ہم تو جہاد کے خلاف بولنے والے کو بھی مجرم سمجھتے ہیں۔ جو نظام اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے وہ بھی مجرم ہے۔ جو افغانی مسلمان کو جدا اور تقسیم کرتا ہے وہ بھی مجرم ہے۔

س۔ موجودہ صورت حال کے پیش نظر آپ کو یہ خدشہ نہیں کہ خدانخواستہ نفاذ اسلام کا یہ تجربہ ناکامی سے بھی دوچار ہو سکتا ہے؟

ج۔ صورت حال یقیناً نازک ہے لیکن ہر زمانے میں پیغمبروں کو

بھی اس سے کہیں زیادہ ناگفتہ بہ حالات ملے ہیں۔ ہمارا دل کہتا ہے کہ ہم ناکام نہیں ہوں گے۔ ہمیں معلوم ہے کہ مغرب اور امریکہ ہمارا راستہ روکیں گے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ بین الاقوامی فضا ہمارے حق میں نہیں۔ بی بی سی' سی این این اور دوسرے ذرائع ابلاغ ہمارے خلاف پروپیگنڈہ کر رہے ہیں یہ واقعی ایک بڑا چیلنج ہے۔ لیکن ہم خدا کی تائید و حمایت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ترکی کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ وہاں مغربی تہذیب کی جڑیں کتنی گہری ہیں لیکن رفاہ پارٹی کے اربکان کامیاب ہو گئے ہیں۔ ششیشان کے مجاہدین نے روس کے دانت کھٹے کر دیے ہیں۔ ہم پیچھے نہیں آگے بڑھنے کے لئے اٹھے ہیں۔

س۔ اربکان نے تو جدید زمانے کے مطابق کئی مصلحتوں کو قبول کر لیا ہے۔ آپ کیمرے سے تصویر تک نہیں لینے دیتے۔ یہ کیسے چلے گا؟

ج۔ اربکان صاحب نے جو کچھ کیا' ترکی کی تہذیب و ثقافت کے حوالے سے وہ کسی انقلاب سے کم نہیں۔ ان کے ہاں پورے ترکی میں کسی پردہ دار خاتون کو تلاش کرنا مشکل ہے۔ ہمارے ہاں کسی اسکرٹ پہننے والی بے پردہ خاتون کو تلاش کرنا ناممکن ہے۔ ہم اپنے تہذیبی پس منظر میں اسلام کے تقاضے پورے کریں گے اور انشاءاللہ کوئی انگلی نہیں اٹھا سکے گا۔

س۔ کیا گزشتہ ماہ بھارت اور پاکستان میں متعین امریکی سفیر آپ سے ملنے آئے تھے؟

ج۔ ہرگز نہیں۔ یہ مکمل طور پر جھوٹ ہے۔ بینک براؤن آیا تھا اور ناکام واپس لوٹ گیا۔

س۔ آپ کے زیر کنٹرول پندرہ صوبوں میں کوئی خاتون سرکاری ملازمت میں ہے؟

ج۔ عمومی طور پر تو نہیں البتہ بعض شفاخانوں میں چند خاتون ڈاکٹر کام کر رہی ہیں۔

س۔ جب آپ افغانستان کے دو تہائی حصے پر قابض ہیں تو دنیا سے اپنی حکومت تسلیم کرنے کی اپیل کیوں نہیں کرتے؟

ج۔ اس معاملے پر ہم نے ابھی کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی۔

بقیہ ص ۳۴

ہیں۔ اور جو لوگ جہاد کی بدنامی کی کوشش کر رہے ہیں وہ بھی مجرم ہیں۔ اور اس وقت بھی جو اسلامی نظام کے راستے میں رکاوٹ بنیں گے وہ بھی مجرم ہیں۔ اور جو لوگ افغانستان کے لوگوں کو دوسرے مسلمان ملت سے جدا کرنے کی کوشش میں ہیں وہ بھی مجرم ہیں۔ میں اپنی باتیں ختم کرنا چاہتا ہوں اگر میری کوئی بات آپکی طبیعت کے خلاف ہوئی ہو۔ تو میں اس پر معذرت چاہتا ہوں اگر کوئی سوال ہو یا کوئی بات پوچھنی ہو۔ تو میں صبح تک بیٹھنے کے لئے تیار ہوں۔

بقیہ ص ۷۵

قابل قبول نہیں تو ہر ولایت سے پانچ پانچ سو اکابر جمع کئے جائیں۔ اس طرح پندرہ ہزار کی ایک قوت بن جائے گی جو عبوری طور پر کابل کا کنٹرول سنبھالے اور دفاع کی ذمہ دار ہو۔ اس کے بعد ساری جماعتیں اس گرینڈ شوریٰ کے فیصلے کو تسلیم کر کے کسی فارمولے پر متفق ہو جائیں تاکہ ایک مضبوط اسلامی حکومت قائم ہو سکے۔

●